www.FaizAhmedOwaisi.com

ٹھنڈی ظہر

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﷺ

ٹھنڈی ظھر

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِه الۡكَرِيۡمِ وَعَلٰی اٰلِه وَاَصۡحَابِه اَجۡمَعِيۡنَ

امابعد ! اہلسنت (احناف) کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز گرمی کی تیزی نرم پڑنے کے بعد پڑھنا افضل ہے ۔یہی احادیث صحیحہ سے صراحتہ صحیحہ سے ثابت ہے اس کے برعکس غیر مقلدین اور بعض دیوبندی بھی وہابیوں کی تقلید میں گرمیوں اور سردیوں دونوں موسموں میں اول وقت کا دھوکہ دے کر کڑکتی گرمی میں ظہر کی نماز ادا کرنے کو افضل سمجھتے ہیں حالانکہ اُن کے پاس صریح احادیث کوئی نہیں سوائے ان روایات کے جو جواز کے لئے ہیں یا پھر ضرورت کے پیش نظر اوّل وقت میں پڑھی گئیں جس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاءاللہ)

مقدمہ

(۱) ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہو کر اس وقت تک ہے جب ہر شے کا سایہ (اصلی سایہ کے علاوہ) دوگنا ہو جائے غیر مقلدوں اور احناف کے نزدیک اوّل و آخر اوقات کے درمیان میں جب بھی ظہر کی نماز پڑھی جائے جائز ہے لیکن اختلاف اس میں ہے کہ گرمیوں میں اوّل وقت میں پڑھنا افضل ہے یا گرمی کی تیزی کو ٹھنڈا کر کے احناف کے نزدیک پچھلے وقت میں افضل ہے اور غیر مقلدوں اور بعض دیوبندوں کے نزدیک اوّل وقت ہیں۔

(۲) جن احادیث میں گرمیوں میں اوّل وقت میں نماز پڑھنا ثابت ہے وہ ضرورت کی وجہ سے یا جواز کے لئے تھا ورنہ حضور سرورعالم ﷺ کا دائمی عمل گرمی کی تیزی کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا تھا۔

(۳) خوارج کی علامت تھی کہ وہ نماز میں جلدی کرتے یہاں تک کہ گرمیوں میں زوال ہوتے ہی ظہر کی نماز پڑھ لیتے اسی لئے تو ہم غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کو خوارج سمجھتے ہیں۔تفصیل فقیر کی کتاب ''ابلیس تا دیوبند'' میں ہے۔

www.Faizahmedowaisi.com

(۴) حدیث قولی و فعلی میں تضاد ہو تو ترجیح حدیث قولی کو دی جائے گی کیونکہ بمنزلہ حکم ہے اور فعلی میں تاویل کی جائے گی اور قاعدہ عام ہے۔اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه ابراد الظهر میں ہمارے دلائل احادیث قولیہ سے ہیں اور فعلیہ سے بھی لیکن جہاں فعلیہ احادیث میں ابراد نہیں اُن کے ہم نے وجوہ صحیحہ پیش کر دیئے ہیں جس وجہ سے وہ نمازیں ابراد کے برعکس پڑھی گئیں۔

(۵) قاعدہ ہے کہ سنت رسول اللہ ﷺ کا نام ہے جو نبی پاک ﷺ کا دائمی عمل ہو۔اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه حضور سرورعالم ﷺ کا گرمیوں میں دائمی عمل ابراد تھا اس کے برعکس کسی وجہ سے تھا جس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاءاللہ)

﴿باب ۱﴾

حنفیوں کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز دن کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا افضل ہے اور سردیوں میں اوّل وقت میں بعض دیوبندی اور غیر مقلدین گرمیوں میں چلچلاتی دھوپ دوپہر کے قریب ہی پڑھ لیتے ہیں جو احادیث صحیح کے خلاف ہے چنانچہ درج ذیل احادیث ملاحظہ ہو۔

☆ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ أَبْرِدْ أَبْرِدْ أَوْ قَالَ انْتَظِرِ انْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ [1]

یعنی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے اذان کا ارادہ کیا کہ وہ ظہر کی اذان کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا اسے ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر انتظار کر اس لئے گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے تو جس وقت گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

☆ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُولَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ (رواه البخارى فى صحيح فى باب الاذان و مسلم) [2]

یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو مؤذن کا اذان کہنے کا ارادہ ہوا تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کر پھر مؤذن کا ارادہ ہوا کہ اذان کہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کر پھر اسکا

---

[1] (صحيح البخارى ، كتاب مواقيت الصلاة ، الباب الا براد بالظهر فى شدة الحر،الجزء١،الصفحة١١٣ ، الحديث٥٣٥،دار طوق النجاة)

[2] (صحيح البخارى ، كتاب الاذان ، الباب الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة،الجزء ١ ، الصفحة١٢٨ ، الحديث٦٢٩،دار طوق النجاة)

(صحيح مسلم،كتاب المساجد و مواضع الصلاة،باب استحباب الابرد بالظهر الخ، الجزء١ ، الصفحة٤٣١ ،الحديث٦١٦،دار احياء التراث العربى- بيروت)

(سنن الترمذى،أبواب الصلاة، باب ما جاء فى تاخير الظهرفى شد الحر، الجزء١ ، الصفحة٢٩٧ ،الحديث١٥٨ ،مصطفى البابى الحلبى- مصر)

(نوٹ: امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔)

بزمِ فیضانِ اویسیہ www.Faizahmedowaisi.com

ارادہ ہوا تو فرمایا ٹھنڈک کر یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ گرمی کی تیزی دوزخ کی بھڑک سے ہے جب تیز ہو تو نماز ٹھنڈی کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے غیر مقلدین کے دوسرے غلط مسئلہ کا بھی ردّ ہوگیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت صرف مثل اوّل تک رہتا ہے اوّل مثل کے بعد ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے کیونکہ سورج کی گرمی اوّل تک ایک ہی طریق پر رہ گئی ہے اگر مثل اوّل تک ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ سورج کو ٹھنڈا کرنے کا کیا معنی حالانکہ سورج مثل اوّل بعد ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت مثل اوّل کے بعد بھی رہتا ہے چنانچہ روایت مذکورہ میں ٹیلوں کا بہت زیادہ پھیلنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ظہر کا وقت مثل اوّل کے بعد تک رہے کیونکہ ٹیلے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ نیچے بچھے ہوئے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی بچھی جانے والی اشیاء کا سایہ نظر نہیں آتا جب تک کہ سورج بہت زیادہ نہ ڈھل جائے چنانچہ تجربہ کرکے دیکھئے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں، ''وَالتُّلُول مُنْبَطِحَة غَيْر مُنْتَصِبَة ، وَلَا يَصِير لَهَا فَيْء فِي الْعَادَة إِلَّا بَعْد زَوَال الشَّمْس بِكَثِيرٍ'' [۳]

یعنی ٹیلے ہمیشہ بچھے ہوئے ہوتے ہیں نہ کھڑے ہوئے اسی لئے اُن کا سایہ نظر نہیں آئے گا جب تک کہ سورج بہت زیادہ ڈھل نہ جائے۔

کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ ایسی بچھنے والی اشیاء کا سایہ پہلے بطرف اجساط پھیلتا ہے پھر آگے کو بڑھتا ہے اور بڑی دیر بعد نمودار ہوتا ہے اور ٹیلے کا سایہ اُس کے برابر ہو جانے کا وقت لازماً مثل اوّل بعد ہوگا اور یہی حکم حدیث مذکور میں ہے جب اتنی بڑی وضاحت کے ساتھ حضور سرورِ عالم ﷺ نے اپنی اُمت کو ظہر کی نماز کا وقت بتایا اور اسی پر حنفی عمل پیرا ہیں اب وہابیہ ایسی صحیح احادیث اور صریحاً احکام پر عمل نہ کرے تو اس کی اپنی بدقسمتی ہے اور نبی پاک ﷺ نے ظہر کی نماز کی تاخیر کی علت بھی سورج کو ٹھنڈا کرنا بتایا ہے اور پھر تاکید در تاکید پھر بار بار۔ (ولکن الوھابیة قوم لا یعقلون)

---

[۳] (شرح النووی علی مسلم ،کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ ، الباب استحباب الابراد بالظهر فی شدة الحرلمن یمضی الی جماعة، الجزء٥، الصفحة ١٩١، الحدیث٦١٦ ،دار احیاء التراث العربی - بیروت)

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

وقال الترمذی و فی لباب عن ابی سعید و ابی ذر و ابی موسی و ابن عباس و انس والمغیرة و صفوان و حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح [۴]

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گرمی تیز ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو۔

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ [۵]

یعنی: عبداللہ بن رافع نے ابو ہریرہ سے نماز کا سوال کیا تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں خبر دیتا ہوں نماز ظہر پڑھ جب تیرا سایہ تیری مثل ہو جائے اور عصر پڑھ جب تیرا سایہ دو مثل ہو جائے۔

فائدہ: صَلِّ الظُّهْرَ جملہ إِذَا كَانَ الخ کی جزاء ہے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ شرط جزاء سے مقدم ہوتی ہے۔ ادھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کو ٹھنڈا پڑھنے والی حدیث کے راوی ہیں اب نتیجہ ظاہر ہے کہ حدیث مذکور مثل اوّل کے بعد ظہر کی نماز پڑھنا ثابت ہوا اور یہی ہمارا مذہب ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بار بار تاکید فرماتے ہیں کہ گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو اور ٹھنڈا وقت ظہر کے مثل اوّل بعد شروع ہوتا ہے اور یہ بھی وہم ختم ہوا کہ ٹھنڈا وقت تو دو مثل تک بھی نہیں ہوتا تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ظہر کا وقت سورج ڈوبنے سے پہلے تک ہونا چاہئے اس کا جواب

[۴] (صحیح البخاری ، کتاب مواقیت الصلاة ، الباب الا براد بالظهر فی شدة الحر، الجزء۱، الصفحة۱۱۳ ، الحدیث۵۳۶، دار طوق النجاة)

(صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الابرد بالظهر الخ، الجزء۱، الصفحة ۴۳۰، الحدیث۶۱۵، دار احیاء التراث العربی- بیروت)

(سنن الترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی تاخیر الظهرفی شد الحر، الجزء۱، الصفحة۲۹۵، الحدیث۱۵۷، مصطفی البابی الحلبی- مصر)

[۵] (موطا مالك ، کتاب وقوت الصلاة ، باب وقوت الصلاة، الجزء۲، الصفحة۱۱، الحدیث۱۲، مؤسسة زاید بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية – أبو ظبي – الإمارات)

www.Faizahmedowaisi.com

اوپر آگیا کہ دومثل سے قبل ظہر کا وقت ہے اوراس کے بعد عصر شروع ہوجاتی ۔اس لئے اوّلاً ثابت ہوا کہ ابراد سے مراد ابتدائی ٹھنڈک ہےاوروہ مثل اوّل کے بعد ہےاوریہی ہم کہتے ہیں۔

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَالْيَهُودُ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ، ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصَارَى عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ، ثُمَّ أَنْتُمُ الَّذِينَ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ ، فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً وَأَقَلُّ عَطَاءً ، قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لاَ . فَقَالَ فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ ۔[٦]

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری اوراہل کتاب کی مثال اُس شخص جیسی ہے جس نے چندمزدور بلا کرانہیں فرمایا کہ تم میں جوبھی دوپہر تک کام کریگا تو ہرایک کوایک ایک قیراط دوں گا۔ یہودیوں نے دوپہرتک مزدوری کی اورایک ایک قیراط پالیا۔پھراعلان کیا کہ جودوپہر سے عصر تک کام کرے گا تو ہرمزدور کوایک ایک قیراط ملے گا عصر تک گویا انصاری نے کام کیا (تو مزدوری حاصل کرلی) اس کے بعداعلان کیا کہ جس نے نمازعصر سے غروب شمس تک کام کیا تو ہرایک کودودو قیراط ملیں گے اس پر یہودونصاریٰ ناراض ہوئے کہ اسکی کیا وجہ کہ ہم نے کام زیادہ وقت میں کیالیکن مزدوری کم۔ مالک نے کہا بھلا بتاؤ میں نے تمہاری مزدوری میں کچھ کمی کی؟ کہانہیں تو فرمایا تو وہ میرافضل ہے جسے چاہوں عطا کروں۔

حدیث کے آخر میں ہے،'' أَلاَ فَأَنْتُمُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ مِنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ أَلاَ لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ ''

یعنی خبردار کہ تم وہی لوگ ہو جوعصر سے غروب شمس تک کام کرتے ہوتمہاری مزدوری دوگنی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت عصر سے زائد ہے کیونکہ زوال کے بعدایک مثل تک کی بات مان لی جائے تو پھرعصر کا وقت ظہر سے زائد ہوجاتا ہے کیونکہ بقول مخالفین مثل اوّل کے بعد عصر شروع ہوئی اورسورج کے غروب سے پہلے تک عصر کا وقت ہےاور یہ حدیث مذکورکرکے بیان کے خلاف ہے کیونکہ حدیث شریف میں ظہر کا وقت اکثر بتایا

[٦] (صحيح البخارى ، كتاب الاجارة، الباب الاجارة الى صلاة العصر، الجزء٣، الصفحة ٩٠، الحديث٢٢٧٦، دار طوق النجاة)

(سنن الترمذى، أبواب الأمثال، باب ما جاء فى مثل أبن آدم وأجله وأمله، الجزء٥، الصفحة١٣٥، الحديث٢٨٧١، مصطفى البابى الحلبى - مصر)

www.Faizahmedowaisi.com

ہے اور اکثر افعال التفضیل ہے اور کثرت کا معنی اسی بناء پر ثابت ہوگا کہ ظہر کا وقت مثل اوّل کے بعد تک بھی ہو اور بعض ایسی احادیث سے ظہر کو تا دو مثل ثابت کیا گیا ہے چنانچہ متونِ فقہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور "طحطاوی، شامی، بحرالفرائق" وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا .فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ، وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ

(بخاری و مسلم ونسائی وبیهقی از ابو سعید و ابو دائود و الطیالسی از ابو هریره رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما) ۷

اس کا آخری حصہ یہ ہے: فَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ، وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ

یعنی جس کی وجہ سے تم سخت گرمی محسوس کرتے ہو اور جس کی وجہ سے تم سخت سردی محسوس کرتے ہو۔

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے گرمی کی تیزی دوزخ کی بھڑک سے ہے لہٰذا ظہر ٹھنڈی کرو آگ نے رب کی بارگاہ میں شکایت کی عرض کیا مولیٰ میرے بعض نے بعض کو کھا ڈالا تو رب نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ایک سانس سردی میں ایک گرمی میں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ ۸

---

۷ (صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلاة، الباب الابراد بالظهر فی شدة الحر، الجزء۱، الصفحة۱۱۳، الحديث۵۳۶، دار طوق النجاة)

(صحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الابرد بالظهر الخ، الجزء۱، الصفحة۴۳۱، الحديث۶۱۷، دار احياء التراث العربی- بيروت)

(السنن الكبری للبيهقی، ذكر جمع أبواب الأذان والاقامة، باب تاخير الظهر فی شدة الحر، الجزء۱، الصفحة۶۴۱، الحديث۲۰۰۵، دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان)

(موطا مالك، كتاب وقوت الصلاة، باب النهی عن الصلاة الهجرة، الجزء۲، الصفحة۲۱، الحديث۳۸، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية – أبو ظبي – الإمارات)

(مسند ابی داود الطيالسی، ما أسند أبو هريرة، الجزء۴، الصفحة۱۱۰، الحديث۲۴۷۳، دار هجر - مصر)

۸ (سنن النسائی، كتاب المواقيت، الباب تعجيل الظهر فی البرد، الجزء۱، الصفحة۲۴۸، الحديث۴۹۹، مكتب المكتوبات الاسلامية، حلب)

بزم فیضانِ اویسیہ
www.Faizahmedowaisi.com

یعنی فرماتے ہیں کہ جب گرمی زیادہ ہوتی حضور ﷺ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تھی جلدی پڑھ لیتے تھے۔

فائدہ: نبی پاک ﷺ اپنی امت کے لئے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہیں اسی لئے امت پر شفقت کرتے ہوئے دوزخ کی گرمی سے بچالیا جیسے آخرت میں بچائیں گے بلاتمثیل جیسے ماں باپ انجان بیٹے کو دھوپ میں نہیں جانے دیتے تاکہ وہ دکھی نہ ہو یونہی نبی پاک ﷺ نے امت کو بچاتے ہوئے دوپہر کی گرمی میں نماز سے روکا تاکہ امت دکھی نہ ہو۔لیکن جو خود ہی چھلانگ لگادے تو اس کا کیا علاج۔

"طحاوی شریف" نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی،"أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ يُعَجِّلُهَا فِي الشِّتَاءِ وَيُؤَخِّرُهَا فِي الصَّيْفِ" [9]

یعنی انہوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کو ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھتے تھے اور گرمیوں میں دیر سے پڑھتے تھے۔

فائدہ: یہ دونوں روایتیں ہمارے احناف کے معمولی مؤید ہیں کہ گرمیوں میں ظہر کی تاخیر اور سردیوں میں تعجیل۔اگر غیر مقلدین کے پاس کوئی صحیح قولی حدیث ہے تو لائیں جس میں تصریح ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ ظہر ہمیشہ جلدی پڑھو۔

جمعہ کا وقت: نماز جمعہ کا وقت بھی ظہر کی طرح ہے کہ گرمیوں میں ٹھنڈک کر کے پڑھی جائے۔بعض لوگ سخت گرمی میں بھی جمعہ کی نماز بالکل اوّل وقت پڑھ لیتے ہیں یہ خلافِ سنت ہے۔غیر مقلد وہابی ضد کے پکے ہیں وہ حدیث صریح بھی ہو تو ضد کو نہیں چھوڑتے ورنہ ہم نے اپنے موقف کی صحیح احادیث لکھی ہیں اُن پر عمل کر دکھائیں۔

"بخاری شریف"نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، "إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ ، وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ ، يَعْنِي الْجُمُعَةَ" [10]

یعنی فرماتے ہیں کہ جب سخت ٹھنڈک ہوتی تو حضور ﷺ نماز جلد پڑھتے اور گرمی تیز ہوتی تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے یعنی جمعہ کی نماز۔

فائدہ:"بخاری شریف "جس پر اُن کا سہارا ہے اس میں صریح الفاظ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں اور جمعہ اور ظہر ایک

---

[9] (شرح مختصر الطحاوی،کتاب الصلاۃ، باب المواقیت،الجزء۱،الصفحة۵۱۳،دار البشائر الاسلامية)

(شرح معانی الآثار،کتاب الصلاۃ،باب الوقت الذی یستحب ان یصلی صلاۃ الظهر فيه الجزء۱، الصفحة۱۸۷، الحدیث۱۱۲۶،عالم الكتب)

[10] (صحیح البخاری ،کتاب الجمعة، الباب اذا اشتد الحر یوم الجمعة ،الجزء۲، الصفحة۷،الحدیث۹۰۶، دار طوق النجاة)

www.Faizahmedowaisi.com

وقت ہے اسکی بھی تصریح حاضر کردی لیکن دیکھ لیں وہ کبھی گرمیوں میں جمعہ ہو یا ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے نہیں پڑھیں گے یہ صرف ان کی ضد ہے اور خوارج کی تقلید۔

اسرارِ شریعت: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا خاصہ ہے ہمیشہ امت کی خیر خواہی اور اس سے شفقت کے پیش نظر عبادات میں سہولتیں اور آرام کا خیال رکھتی ہے بخلاف یہودیوں کے اس کی مثالیں شرعی احکام میں موجود ہیں۔ اسی بناء پر یہاں بھی شریعت نے حکم فرمایا ہے کہ نماز ظہر گرمیوں میں ٹھنڈی کر کے پڑھنا آسانی ہے کہ تیز گرمی میں ظہر پڑھنا مسلمانوں کی تکلیف کا باعث ہے علاوہ ازیں جماعت کی کمی کا اندیشہ ہے کیونکہ گرمی میں عام کاروباری لوگ دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ یعنی دوپہر میں آرام کرتے ہیں اور دوپہر کی تپش گھر میں گزارنا چاہتے ہیں۔ اگر اس حالت میں نماز ظہر پڑھی جائے تو وہ لوگ سنت قیلولہ سے بھی محروم رہیں گے اور ان پر اس وقت مسجد کی حاضری گراں بھی پڑے گی اور ایسے موقع پر شریعت مطہرہ آسانی کر دیتی ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث مبارکہ بھی اور اسرار شریعت سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سایہ شروع ہوتا ہے۔

عقلی دلائل: ☆ گذشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے اور ظاہر ہے کہ اکثر ممالک خصوصاً ملک عرب میں ایک مثل سایہ کے بعد دوپہر کی تپش ٹوٹتی ہے ایک مثل تک سخت گرمی رہتی ہے۔ اگر ایک مثل پر وقت ظہر نکل جائے تو یہ احادیث غلط ہوں گی۔

☆ گذشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت نماز ظہر پڑھی جب ٹیلوں کا سایہ نمودار ہوتا۔ تجربہ کر لیں کہ ایک مثل سایہ کے وقت ٹیلے کا سایہ نمودار نہیں ہوتا کیونکہ پھیلاوے کی وجہ سے اس کا سایہ ایک مثل کے بعد ظاہر ہو سکتا ہے اگر ایک مثل پر وقت ظہر نکل جاوے تو حدیث غلط ہوگی جس میں ہے کہ نماز ظہر ٹھنڈک میں پڑھو۔

☆ نماز عصر کا وقت ہمیشہ ظہر کے وقت سے کم ہونا چاہئے اگر ایک مثل وقت عصر ہو جایا کرے تو ظہر کے برابر بلکہ کبھی ظہر سے بڑھ جائے گا اور اس مثال حدیث کے خلاف ہے جو "بخاری شریف" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مرفوع نقل فرمائی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی مثال دو نصاریٰ کے مقابل اس طرح دی کہ کوئی شخص کسی مزدور کو صبح سے دوپہر تک ایک قیراط، دوسرے کو دوپہر سے نماز عصر تک ایک قیراط پر رکھے تیسرے کو نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دو قیراط اجرت پر رکھے۔ پہلے مزدور یہود ہیں، دوسرے مزدور نصاریٰ اور تیسرے مسلمان کہ ان کے عمل کا

بزم فیضان اویسیہ www.Faizahmedowaisi.com

وقت تھوڑا مزدوری دگنی۔ حدیث کے آخری لفظ یہ ہیں، "أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ ، أَلَا لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ" [1]

یعنی خبردار رہو کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو نماز عصر سے سورج ڈوبے تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دگنی ہے۔

اگر عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا تو ظہر کے برابر بلکہ کبھی اس سے زیادہ ہوتا اس صورت میں مسلمانوں کی یہ مثال بیان نہ فرمائی جاتی لہٰذا نماز عصر کا وقت ظہر سے کم ہونا چاہیے۔ یہ جب ہی ہوسکتا ہے جب وہ دو مثل سایہ سے شروع ہو اگر ایک مثل پر عصر شروع ہو جائے تو "بخاری شریف" کی حدیث بھی غلط ہو جاتی ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ عصر دو مثل پر شروع ہوتی ہے۔ (جاء الحق)

﴿باب ۲﴾

سوالات و جوابات

غیر مقلدین کے بعض سوالات متحمل ہیں جنہیں غور و خوض کرنے کے بعد الٹا وہی ہمارے موقف کے مؤید ہیں بعض سوالات غلط فہمی پر مبنی ہیں بعد تحقیق ان سے ہماری تائید ہوتی ہے۔ بعض سوالات سینہ زوری اور چوری پر مبنی ہیں اگرچہ درحقیقت انہیں کوئی اعتراض نہیں لیکن مخالفین حسب عادت کسی نہ کسی طریق سے اپنا مطلب بنا ہی لیتے ہیں لیکن جب تک غلامانِ مصطفیٰ ﷺ زندہ ہیں ان کے داؤ دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ چند سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ [2]

جواب: واو جو کہ وكان ظل ارجل الخ میں ہے نہ تو حرف غایۃ سے ہے اور نہ ہی حالت کے لئے ہے اور نہ ہی یہاں پر عطف کے لئے وقف ہوئی ہے کیونکہ اس طرح سے فاسد ہوگا کوئی معنی کسی طریق سے صحیح نہیں ہوسکتا ہے ہاں یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ واو غایۃ اور مفیا کے درمیان واقع ہوئی ہے اور جملہ معترضہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ دو باتیں ثابت ہوسکتی ہیں (۱) اس جملہ میں انتہائے وقت کا بیان ہے (۲) وقت مختار بتانے کے لئے۔ مخالفین پہلی بات کو لیتے ہیں

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، الجزء ٤، الصفحة ١٧٠، الحدیث ٣٤٥٩، دار طوق النجاة)

[2] (صحیح مسلم، کتاب المساجد، الباب اوقات الصلوات الخمس، الجزء ١، الصفحة ٤٢٧، الحدیث ٦١٢، دار احیاء التراث العربی - بیروت)

اورہم دوسری بات کواور یہ دنوں باتیں حدیث میں مستحکم ہیں جب حدیث محتمل بدو معنی ہے تو پھر اس سے استدلال باطل کیونکہ مسلمہ قاعدہ ہے: وَإِذَا جَاءَ الاِحْتِمَالُ بَطَلَ الاِسْتِدْلَالُ

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث دونوں معنوں میں مشترک ہے جب اشتراک پایا جائے وہ دلیل حجت نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کے لئے دوسری دلیل سے تائید نہ ہواور مخالفین کے پاس صریح قول نہیں اور ہمارے پاس بفضلہٖ تعالیٰ بے شمار دلائل ہیں۔ جنہیں فقیر نے عرض کردیا ہے اور جملہ اَلْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ بھی ہمارا مؤید ہے اور حدیث تو آپ نے باب اوّل میں پڑھ لی ہیں۔

☆ سیدنا جبریل علیہ السلام والی حدیث میں اوقات بتائے گئے ہیں اس میں تو الٹا ہمیں تائید ملتی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے دوسرے روز مثل ازل کے بعد ہی ظہر پڑھی اور یہی ہمارا مدعا ہے کہ جن احادیث میں اوّل وقت نماز پڑھی گئی وہ صرف بوجہ ضرورت یا برائے بیان جواز تھی ورنہ عادۃً اور مختار اور افضل یہی رہا کہ گرمیوں میں مثل اوّل کے بعد ہی ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہم نے فعلی احادیث کے علاوہ قولی حدیثیں بھی پیش کردی ہیں اور مخالفین کے پاس بفضلہٖ تعالیٰ قولی حدیث تو ایک بھی نہیں نہ صحیح اور نہ ضعیف ہاں خیالی پلاؤ ہیں اور ایسے خیالی پلاؤ شیخ چلی کے پاس بھی بہت تھے جنہیں شریعت مصطفویہ علیٰ صاحب الصلوۃ سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال ۱: "ابو دائود ، ترمذی" نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے ایک دراز حدیث روایت کی جس میں ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے دو دن میں نماز پڑھائی ایک دن ہر نماز اوّل وقت پڑھی دوسرے دن ہر نماز آخر وقت میں اس کے بعض الفاظ یہ ہیں: وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ [۱۳]

یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پہلے دن عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہوگیا۔

معلوم ہوا کہ عصر کا وقت ایک مثل سایہ پر شروع ہوجاتا ہے اور ظہر کا وقت اس سے پہلے نکل جاتا ہے۔

جواب الزامی: حدیث مخالف کے بھی خلاف ہے کیونکہ اسی حدیث میں اس جگہ یہ بھی ہے، "فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ" [۱۴]

یعنی جب دوسرا دن ہوا تو نہ مجھے جبرئیل نے نمازِ ظہر پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوگیا۔

---

[۱۳] (سنن ابوداود ، كتاب الصلاة، الباب فی المواقيت،الجزء١، الصفحة١٠٧، الحديث٣٩٣،المكتبة العصرية، صيدا - بيروت)

[۱۴] (سنن ابوداود ، كتاب الصلاة، الباب فی المواقيت،الجزء١، الصفحة١٠٧، الحديث٣٩٣،المكتبة العصرية، صيدا - بيروت)

جبرئیل علیہ السلام نے پہلے دن ایک سایہ پر نماز عصر پڑھائی دوسرے دن خاص اسی وقت نماز ظہر پڑھائی حالانکہ وقت عصر ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اگر ایک مثل سایہ پر وقت عصر داخل ہو جاتا ہے تو دوسرے دن اسی وقت نماز ظہر کیوں پڑھائی گئی۔

اس حدیث میں اسی جگہ یہ الفاظ ہیں، ”وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَیْهِ“ [۱۵]

یعنی اور دوسرے دن مجھے نمازِ عصر جب پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ عصر کا آخری وقت مثل دو سایہ ہے حالانکہ آخری وقت سورج کا غروب ہے۔

تحقیقی جواب: اس حدیث میں اول دن کی نمازِ عصر میں صرف ایک مثل سایہ کا ذکر ہے اور دوسرے دن کے آخر عصر میں دو مثل سایہ کا ذکر ہے اصل سایہ کا جو دوپہر کے وقت ہوتا ہے بالکل ذکر نہیں۔ حالانکہ تم بھی کہتے ہو کہ ایک مثل یا دو مثل اصل سایہ کے علاوہ ہونا چاہیے تو جو تمہارا جواب وہ ہی ہمارا۔

جواب: اس حدیث میں تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کو ایک مثل سایہ نماز عصر پڑھا دی گئی اور حدیثیں ہم باب اوّل میں پیش کر چکے ہیں ان میں ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے گرمی میں نماز ظہر ٹھنڈی کر کے اور ٹیلے کا سایہ پڑ جانے پر ادا فرمائی جو ایک مثل کے بعد ہوتا ہے تو حدیثیں آپس میں متعارض ہوئیں تو لہٰذا ہماری پیش کردہ حدیثوں کو ترجیح ہوگئی کیونکہ وہ قیام شرعی کے مطابق ہیں اور یہ حدیث قابل عمل نہیں کیونکہ قیاس شرعی کے خلاف ہے تعارض کے وقت حدیث کو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔

جواب: یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ عمل پہلے واقع ہوا کیونکہ شب معراج کی صبح کو جب نماز فرض ہی ہوئی تھی اور حضور ﷺ کا عمل جو ہم پیش کرتے ہیں یعنی ٹھنڈک میں نماز پڑھنا بعد کا عمل ہے لہٰذا تمہاری پیش کردہ احادیث منسوخ ہے ہماری پیش کردہ احادیث اس کی ناسخ اس لئے یہ حدیث قابل عمل نہیں۔

جواب: شرعی قاعدہ ہے کہ یقینی چیز شک سے زائل نہیں ہوسکتی یقین کو یقین ہی دفعہ کرسکتا ہے۔ اس قاعدہ پر صدہا مسائل نکالے گئے ہیں سورج ڈھلنے سے وقت ظہر یقیناً آ گیا اور مثل سایہ پر اس وقت کا نکلنا مشکوک ہے تو اس شک سے وقت ظہر نہ نکلے گا اور عصر کا وقت داخل نہ ہوگا اور قول یقینی ہے اور غیر مقلد ہے اسی لئے باطل ہے۔

سوال ۲: ”مسلم شریف“ میں ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ

---

[۱۵] (سنن ابوداود، کتاب الصلاۃ، الباب فی المواقیت، الجزء ۱، الصفحۃ ۱۰۷، الحدیث ۳۹۳، المکتبۃ العصریۃ، صیدا - بیروت)

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فِي الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا [۱٦]

یعنی ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گرم پتھروں کی گرمی کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت نہ سنی۔

اس سے ثابت ہوا کہ ظہر اوّل وقت میں پڑھی جانی چاہئے۔

جواب: زیادہ سے زیادہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ گرمی میں ظہر اوّل وقت پڑھنا جائز ہے چونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پڑھ لی تھی اور نماز جائز ہوگئی۔ اب حضور علیہ السلام اُن کی پتھروں کی گرمی کے متعلق سوائے خاموشی کے اور کیا کرتے جبکہ یہ قدرتی امر ہے اس کا ازالہ کیسا۔

جواب: حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تو پتھروں کی گرمی کی شکایت کی تھی جیسے حدیث شریف میں صاف ہے نہ کہ نماز کے جواز وعدم جواز یا استحبار وعدم استحباب سوال کیا تو ان کے سوال کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ جس کا ازالہ نہیں ہوسکتا اس لئے سوائے خاموشی اس کا اور کوئی جواب نہ تھا۔

فائدہ: حرمین طیبین کی حاضری دینے والے حضرات جانتے ہیں کہ وہاں کی گرمی کیسی شدت کی ہوتی ہے بالخصوص پتھروں کی گرمی کی شدت تو سب کو معلوم ہے تو پتھروں کی گرمی تو دیر تک رہتی ہے اسی لئے اسے تو نماز ظہر کی تاخیر کا احتمال بھی نکلتا ہے۔

جواب: بعض علماء کرام اس طرف بھی گئے ہیں کہ حدیث خباب یا اس قسم کی احادیث روایان ابراد سے منسوخ ہیں چنانچہ علامہ عینی "شرح بخاری، جلد ۲، صفحہ ۵۲۹" [۱۷] میں اور امام ابوبکر لاثری نے "ناسخ ومنسوخ رسالہ" میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

جواب: بعض علماء کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خباب اور ان کے رفقاء ابراد معلومہ اور زیادہ نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کی اجازت چاہی تو آپ نے خاموشی سے اس کا گویا انکار فرمایا کہ اس کی مزید اس لئے اجازت نہیں ہوسکتی کہ اس طرح سے ظہر کا وقت نکل جائے گا۔ (عینی شرح بخاری، ج ۲، ص ۵۲۰) [۱۸]

سوال ۳: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر اتنی جلدی پڑھتے تھے کہ فرش بہت گرم ہوتا تھا ہم اس پر سجدہ نہ کر سکتے تھے اسی لئے سجدے کی جگہ کپڑا یا ٹھنڈی بجری رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ

---

[۱٦] (صحيح مسلم، كتاب المساجد، الباب استحباب تقديم الظهر فى اول الوقت فى غير شدة الحر، الجزء ١، الصفحة ٤٣٢، الحديث ٦١٩، دار احياء التراث العربى - بيروت)

[۱۷] (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب السجود على الثوب فى شد الحر، الجزء ٤، الصفحة ١١٨، دار احياء التراث العربى - بيروت)

[۱۸] (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب السجود على الثوب فى شد الحر، الجزء ٤، الصفحة ١١٨، دار احياء التراث العربى - بيروت)

www.Faizahmedowaisi.com

نماز ظہر گرمیوں میں اوّل وقت ہی پڑھنی چاہئے۔

﴿ جوابات ﴾

☆ یہ حدیث ان تمام حدیثوں کے خلاف ہے جن میں گرمیوں کی ظہر کی تاخیر کرنے کا حکم ہے اور وہ حدیثیں قیاس شرعی کے مطابق لہٰذا وہ ہی قابل عمل ہیں یہ حدیث نا قابل عمل یا منسوخ ہے جیسا کہ فقیر نے خباب کی حدیث کے جواب میں لکھا ہے۔

☆ فرش کی گرمی خصوصاً ملک عرب میں بہت دیر تک رہتی ہے ایک مثل سایہ کے بعد رہتی ہے۔ یہ گرمی پہلے کی ہوتی تھی وقت ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے بالکل خلاف نہیں جن میں ٹھنڈک کا حکم ہے جہاں تک ہو سکے احادیث میں تطبیق دی جائے جیسے اصول حدیث کا قاعدہ ہے۔

سوال ۴: صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ عصر اتنی جلدی پڑھتے تھے کہ بعد نماز عصر اونٹ ذبح کر کے بوٹیاں بنا کر بھون کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے کھا لیتے تھے اور ہم میں بعض لوگ نماز عصر کے بعد تین میل مسافت طے کر کے اپنے گھر پہنچ جاتے تھے اور ابھی سورج چمکتا ہوتا تھا جیسا کہ "مسلم شریف" وغیرہ میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز دو مثل سے پہلے پڑھی جاتی تھی کیونکہ دو مثل کے بعد اتنا وقت نہیں بچتا کہ یہ کام کئے جائیں۔

جواب: یہ تمام حدیثیں درست ہیں مگر یہ مذکورہ نتیجہ نکالنا غلط۔ دو مثل کے بعد عصر پڑھ کر تین میل فاصلہ بخوبی طے ہو سکتا ہے اہل عرب بہت تیز سفر طے کرتے تھے بعض لوگ دس منٹ میں ایک میل چل لیتے ہیں تین میل آدھ گھنٹے میں چل جاتے ہیں عصر کا وقت بعض زمانہ میں دو گھنٹہ سے بھی زیادہ ہوتا ہے ایسے ہی اونٹ کا ذبح کر لینا اور بھون کر کھا لینا غروب آفتاب سے پہلے ہو سکتا ہے اہل عرب ذبح اور گوشت صاف کرنے پکانے میں بہت ہی پھرتیلے ہوتے ہیں بلکہ بذریعہ ادویہ یہ تو اور زیادہ آسان ہے لہٰذا یہ سوال فضول ہے۔

سوال ۵: "مسلم بخاری" میں حضرت سہل ابن سعد سے روایت ہے، "قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ" [۱۹] ﴿یعنی ہم صحابہ نہ ہی قیلولہ کرتے ہیں نہ ناشتہ کھاتے تھے مگر جمعہ کے بعد۔﴾ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز سخت گرمی میں بھی بہت جلد پڑھنی چاہیے کہ دوپہر کا آرام بلکہ صبح کا ناشتہ بھی بعد نماز کیا جائے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ گرمیوں میں جمعہ ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

---

[۱۹] (صحیح البخاری، کتاب الجمعة، الباب قول اللّٰہ تعالی (فاذا قضیت الصلاة فا نتشروا فی الارض)، الجزء۲، الصفحة۱۳، الحدیث۹۳۹، دار طوق النجاة)

(صحیح مسلم، کتاب الجمعة، الباب صلاة الجمعة حین تزول الشمس، الجزء۲، الصفحة۵۸۸، الحدیث (۳۰) -۸۵۹، دار احیاء التراث العربی - بیروت)

www.Faizahmedowaisi.com

جواب: یہ حدیث ظاہری معنی سے تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ نماز جمعہ ناشتہ اور قیلولہ دوپہر کے آرام سے پہلے پڑھی جائے تو چاہیے فجر کے بعد فوراً جمعہ پڑھ لیا جائے کیونکہ ناشتہ تو بالکل سویرے ہوتا ہے تم بھی اتنی جلد پڑھ لینے کے قائل نہیں۔

یہ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم جمعہ کے دن جمعہ کی تیاری کی وجہ سے نماز سے پہلے نہ ناشتہ کرتے تھے نہ دوپہر کا آرام بعد نماز یہ سب کچھ کرتے تھے یعنی نماز کی وجہ سے ناشتہ اور آرام پیچھے کردیتے تھے نہ کہ ناشتہ اور آرام کی وجہ سے جمعہ پہلے پڑھ لیتے تھے جیسا کہ تم سمجھے۔

اس حدیث میں سردیوں کے جمعہ کا ذکر ہے کہ اس زمانہ میں دن چھوٹا ہوتا ہے دوپہر میں گرمی نہیں ہوتی اس لئے سورج ڈھلتے ہی جمعہ پڑھ لیتے تھے دوپہر کا کھانا اور آرام بعد جمعہ کرتے تھے اب بھی مدینہ والے ایسا ہی کرتے ہیں۔

"بخاری شریف" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ" [۲۰]

یعنی بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ زوالِ شمس کے وقت پڑھتے تھے۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ نماز جمعہ سورج ڈھلنے سے پہلے پڑھ لی جائے چونکہ نماز جمعہ نماز ظہر کی نائب ہے لہٰذا ظہر کے وقت میں ہی ادا ہوگی اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے سردیوں میں سورج ڈھلتے ہی پڑھ لی جائے گی۔ اس طرح سے احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

سوال۶: قَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالْهَاجِرَةِ [۲۱] ﴿یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ظہر دوپہر گرمی میں نماز پڑھتے تھے۔﴾ اس سے ثابت ہوا کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں بھی اوّل وقت میں پڑھنا سنت ہے اس لئے کہ الهاجره جر سے مشتق ہے معنی چھوڑنا کیونکہ دوپہر کے وقت گرمی سخت ہوتی ہے اور لوگ کاروبار چھوڑ کر آرام کرتے ہیں اسی لئے اس وقت کا نام الهاجرة ہے۔

جواب: یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں اس لئے کہ ہم گرمیوں میں اوّل وقت نماز جائز سمجھتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اُمت کی سہولت کے لئے جواز کے طور پر عمل فرماتے لیکن ہمارا موقف ہے افضلیت کا اور افضلیت ٹھنڈے وقت میں ہے۔

---

[۲۰] (صحیح البخاری ،کتاب الجمعة ، الباب وقت الجمعة اذا زالت الشمس،الجزء۲، الصفحة۷، الحدیث ۹۰٤،دار طوق النجاة)

[۲۱] (صحیح البخاری ،کتاب مواقیت الصلاة ، الباب وقت الظهرعندالزوال،الجزء۱، الصفحة۱۱۳،دار طوق النجاة)

www.Faizahmedowaisi.com

یہ حدیث فعلی ہے اور ہم نے باب اوّل میں احادیث قولی اور ساتھ فعلی بھی لکھی ہیں تو زیادہ ثواب ٹھنڈے وقت میں جائز ہو جانا اور بات ہے زیادہ ثواب حاصل کرنا اور بات۔ سوکھے روکھے کھانے سے تو پیٹ بھر جاتا ہے لیکن مزہ مرغن ومکالف غذا میں ہے جس کے آگے روکھے ٹکڑے پڑے ہوں اور مرغن ومکالف بھی تو بتایئے ترجیح کس کو دی جائے گی۔ سمجھدار کے لئے اتنا کافی ہے اور ضدی تو ہے بھی ضد کا پتلا۔

گرمیوں میں اوّل وقت نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہے۔ حدیث خباب میں فقیر نے علامہ عینی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کا حوالہ نقل ہے۔

احادیث ناسخہ

نسخ کی تائید و حدیث ذیل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ [۲۲]

یعنی جب موسم سرما ہو تو ظہر جلدی پڑھو اور جب موسم گرم ہو تو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

حدیث مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الظُّهْرِ بِالْهَاجِرَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدُوا [۲۳]

یعنی ہم دوپہر کے وقت ظہر پڑھتے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

گھر کی گواھی: حکم ابراد تجیر کے بعد چنانچہ غیر مقلدین کا سربراہ شوکانی "نیل الا وطار میں لکھتا ہے کہ

وَكَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِبْرَادَ [۲۴]

یعنی حضور سرور عالم ﷺ کا آخری عمل ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا تھا۔

تصحیح حدیث از شوکانی: بعض غیر مقلدین اُصولِ حدیث سے ناواقفیت کی بناء پر کہتے ہیں کہ گرمی میں اوّل وقت ظہر کی روایت "خباب صحیح مسلم" میں ہے لیکن روایت مفیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر صحاح سے ہے تو اس کا ازالہ شوکانی نے یوں کیا کہ حدیث مغیرہ کی امام ابو حاتم و امام احمد نے تصحیح کی ہے اور امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو

---

[۲۲] (سنن النسائی، کتاب المواقیت، الباب تعجیل الظهر فی البرد ، الجزء۱، الصفحة ۲۴۸، الحدیث ۴۹۹، مکتب المکتوبات الاسلامية، حلب)

[۲۳] (مسند احمد ، حدیث المغیرة بن شعبة، الجزء ۳۰، الصفحة ۱۲۲، الحدیث ۱۷۱۸۵، مؤسسة الرسالة)

[۲۴] (نیل الأوطار، کتاب الصلاة، باب تعجیلها وتأخیرها فی شدة الحر، الجزء ۱، الصفحة ۳۷۶، دار الحدیث - مصر)

محفوظ اور دلائل نسخ میں بہت بڑی دلیل قرار دیا ہے۔اس کے بعد اسکی شوکانی نے غیر مقلدین کے ایک وہم کو دور کر کے لکھا کہ اگر جہالت تاریخ وعدم معرفۃ متاخر کی وجہ سے نسخ کو تسلیم نہ کریں تو پھر بھی حدیث ابراد (ٹھنڈا کرنا) بہرحال ارجح ہے کیونکہ ابراد کی احادیث صحیحین بلکہ تمام امہات کتب حدیث میں بطریق متعدد موجود ہیں اور حدیث خباب صرف "مسلم" میں ہے وَلَا شَكَّ أَنَّ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ مُقَدَّمٌ [۲۵] حدیث اور وہ حدیث جو طرق متعددہ کے مروی ہو مقدم ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ شوکانی وہ کہہ گیا جو حنفی کہتے ہیں لیکن وہابی غیر مقلدین پھر بھی نہ مانیں تو اُن کی ضد ہے اور ضد لاعلاج بیماری ہے۔

سوال۷: جب حدیث منسوخ ہوگئی تو پھر جواز کی بات کیوں کرتے ہو؟

جواب: نسخ کی کئی قسمیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ منسوخ ہونے کے باوجود اس پر عمل کرنا جائز ہے مثلاً محرم کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوئی تو اس پر استحباباً عمل کرنا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "القول الراسخ فی المنسوخ والناسخ"

سوال۸: "بخاری شریف" میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں،

كَانَ يُصَلِّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِى حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ وَالشَّمْسُ فِى حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَىْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِى حُجْرَتِى لَمْ يَظْهَرِ الْفَىْءُ بَعْدُ [۲۶]

یعنی حضور ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ سورج ابھی آپ کے حجرہ میں ہوتا اور سایہ ظاہر نہ ہوتا اور دھوپ میرے حجرے میں ہوتی اور سایہ نہ پھیلتا۔

جواب: امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب لکھا حجرہ میں دھوپ اس لئے ہوتی کہ اس کی دیواریں لمبی نہ تھیں اس لئے حجرے سے دھوپ اس وقت جاتی جب آفتاب غروب ہوتا۔ [۲۷]

حجرۂ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: یہ مسئلہ تب سمجھ آئے گا جب حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق معلومات سامنے ہوں یاد رہے کہ وہ حجرۂ مقدسہ کوئی کوٹھی یا بنگلہ نہ تھا بلکہ جو حجرے حضور سرورعالم ﷺ نے ازواج

---

[۲۵] (نيل الأوطار، كتاب الصلاة، باب تعجيلها وتأخيرها فى شدة الحر، الجزء ١، الصفحة ٣٧٦، دار الحديث - مصر)

[۲۶] (صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلاة، الباب وقت العصر، الجزء ١، الصفحة ١١٠، الحديث ٥٢١، دار طوق النجاة)

[۲۷] (شرح مختصر الطحاوى، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، الباب وقت العصر، الجزء ١، الصفحة ٥١٨، دار البشائر الاسلامية)

مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے بنوائے ان کا طول ساڑھے دس فٹ اور عرض تقریباً نو فٹ تھا یونہی چھت اتنی اونچی تھی کہ اگر کوئی کھڑا ہو کر ہاتھ بلند کرتے وہ چھت کو چھو لیتا اور دروازوں کی بلندی ساڑھے چار فٹ اور اس کی چوڑائی پونے دو فٹ تھی اور یہی حال دیواروں کا تھا تو جو حجرہ مبارک اس کیفیت سے ہو اس میں سورج کی دھوپ کسی وقت تک رہتی ہوگی۔ وہی جو ہم نے کہا کہ دو مثلوں کے بعد تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہوگا اسی لئے اس سے ہمارا دعویٰ کا اثبات ہے نہ کہ نفی۔

سوال ۹: عقل کا تقاضا یہ ہے کہ گرمی میں نماز ظہر پڑھی جائے کیونکہ اس میں مشقت ہے اور جو عبادت پر مشقت ہو اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

جواب: یہ قاعدہ غلط ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط (پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۶)

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے۔

☆ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اوّل وقت کی فضیلت عام ہے یا مطلق ہے اور ابراد والی حدیث مخصوص عنہ البعض (خاص) اور مقید ہے ایسے مواقع پر خاص عام پر مقید مطلق پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ (فتح الباری) [28]

☆ عقل کا تقاضا تفصیلی تو فقیر نے باب اوّل میں عرض کیا ہے یہاں خصوصیت سے عرض ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں ظہر کے ٹھنڈا کرنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ صحابہ دور دور سے چل کر باری باری مسجد نبوی شریف حاضری دیتے تھے اس لئے آپ نے ابرد کا حکم دیا تاکہ تمام لوگ جمع ہو جائیں اگر علت کا اعتبار نہ بھی کیا جائے تو وہی علت سب سے زیادہ قوی ہے کہ دوپہر کی گرمی دوزخ کی بھاپ ہے اسی لئے بچنا ضروری ہے اسی لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ سفر بھی نماز ظہر میں تاخیر فرمائی اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار بار روکا اور فرمایا:

أَبْرِدْ أَبْرِدْ أَوْ قَالَ انْتَظِرِ انْتَظِرْ [29]

[28] (فتح الباری شرح صحیح البخاری، قولہ باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر، الجزء ۲، الصفحۃ ۱۷، دار المعرفۃ - بیروت)

[29] (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، الباب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر، الجزء ۱، الصفحۃ ۱۱۳، الحدیث ۵۳۵، دار طوق النجاۃ)

بہر حال ظہر کی نماز گرمیوں میں ٹھنڈا کرکے پڑھنا افضل ہے جلدی میں صرف جواز ہے اور دین کا عاشق اجر وثواب کی فضیلت کوترجیح دیتا ہے الحمد للہ فقیر نے اپنے موقف کوقوی دلائل سے ثابت کر دیا ہے کوئی نہیں مانتا تو قیامت میں اس کا جواب دہ وہ خود ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰے حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۰ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ ۲۷ مارچ ۲۰۰۰ء بروز سوموار گیارہ بجے دن

دارالحدیث جامعہ اُویسیہ رضویہ، بہاول پور (پاکستان)

☆......☆......☆

بزم فیضانِ اُویسیہ
www.Faizahmedowaisi.com